اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۳۵۱

الفضل

قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

نمبر ۱۱۹	۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۲ھ	یوم پنجشنبہ	مطابق ۵ اپریل سنہ ۱۹۳۴ء	جلد ۲۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق ۳ اپریل ۳ بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت مجلس مشاورت کے بعد سے خراب ہے۔ آج اس وقت سر درد اور بخار ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں :۔

انشاء اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ۷ اپریل صبح کو بعزم لائل پور قادیان سے روانہ ہوں گے۔ اور لاہور تک موٹر میں تشریف لے جائیں گے۔ وہاں سے بذریعہ ریل گاڑی سفر کریں گے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ لاہور سے لائل پور کے لئے سپیشل گاڑی کا انتظام ہو گا۔

یکم اپریل جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے بہت سے احباب کو اپنے فرزند مشتاق احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی کی دعوت ولیمہ پر مدعو کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی :۔

۲-۳ اپریل کی درمیانی شب جناب خان ذوالفقار علی خاں صاحب رامپوری نے مسجد اقصےٰ میں ذکر حبیب پر تقریر کی :۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

استغفار کرو اور موت کو یاد رکھو

(فرمودہ ۵ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء)

"استغفار کرتے رہو۔ اور موت کو یاد رکھو۔ موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخشدیتا ہے۔ پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے۔ تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے۔ اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے۔ لیکن پھر بھی جب اُسے موقعہ ملتا ہے۔ تو اپنے اس کینہ۔ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے۔ کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے۔ تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا۔ اور رجوع بہ رحمت فرماتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے۔ اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے"

(الحکم ۳۱۔ مئی ۱۹۰۲ء)

احباب تحریک قرضہ میں شریک ہو کر ثواب حاصل کریں

تحریک قرضہ میں حصہ لینے والے اصحاب نہ صرف ثواب کے مستحق ہونگے۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خاص دُعاؤں سے بھی مستفیض ہونگے ؛۔

جن اصحاب نے اس تحریک میں ابھی تک حصہ نہیں لیا۔ وُہ جلد توجہ فرمائیں۔ اگر کسی بھائی کو فوری ضرورت پیش آجائے گی۔ تو اُن کے روپیہ کی واپسی کا فوری انتظام بھی کر دیا جائے گا۔

وُہ اصحاب جنہوں نے پہلے تھوڑی رقم اس تحریک میں دی تھی انہیں ضروریاتِ سلسلہ کا احساس کرتے ہُوئے جہاں تک ممکن ہو۔ اس میں اضافہ کرنا چاہیئے۔ ایک مخلص دوست جنہوں نے پہلے صرف ایک سو روپیہ دیا تھا۔ اب انہوں نے ایک ہزار کر دیا ہے۔ گوجرانوالہ کے ایک مخلص بھائی نے مشکلات برداشت کرتے ہُوئے۔ ایک ہزار روپیہ دیا ہے اُوا احباب بھی توجہ فرمائیں ؛۔ (ناظر امورِ عامہ - قادیان)

لائل پور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تشریف آوری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت جماعت احمدیہ لائل پور کی درخواست پر ۷ر اپریل ۱۹۳۴ء کو تشریف لا کر مسجد احمدیہ کا افتتاح کرنا منظور فرمالیا ہے۔ لائل پور کے مضافات کے احمدی احباب کو یہ خوشخبری سُناتے ہُوئے یہ اطلاع بھی دی جاتی ہے کہ ۷۔ ۸۔ اپریل کو لائل پور میں عظیم الشان جلسہ ہو گا۔ احباب نہ صرف خود تشریف لائیں۔ بلکہ اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی ضرور ساتھ لائیں احمدیہ کور کے والنٹیرز سے استدعا ہے۔ کہ جلسہ میں باوردی شریک ہوں۔ تشریف لانے والے احباب اپنا بستر ساتھ لائیں۔ کھانے اور رہائش کا انتظام جماعت کی طرف سے ہو گا۔ خاکسار شیخ محمد محسن پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ لائل پور ؛۔

شکریہ احباب

خدا تعالےٰ کے فضل سے میرے بھائی حافظ عبد العلی صاحب بی اے صحت یاب ہو گئے ہیں۔ جن اصحاب نے میری درخواست پر ان کی صحت یابی کے لئے دُعا فرمائی۔ ان کا میں بہت شکر گزار ہوں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ خاکسار شیر علی عفی عنہ از قادیان۔

پہلی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا نیا نام

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کا پہلا اور دُوسرا اجلاس

اس حقیقت نفس الامری سے انکار نہیں ہوسکتا۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے میرزا بشیر الدین محمُود احمد صاحب کی صدارت میں دو سال تک مظلومین کشمیر کی بیش قیمت خدمات انجام دیں۔ چنانچہ مختلف الخیال طبقات نے کمیٹی کے کام کو سراہا۔ افسوس ہے۔ کہ چند اراکین کمیٹی نے اس کو مذہبی رنگ دے کر ایک علیحدٰہ کمیٹی بنالی۔ اصلی کشمیر کمیٹی نے اپنا کام محض اس لئے بند کر دیا۔ کہ اس عرصہ میں نئی کمیٹی کو بھی کام کرنے کا موقعہ مل سکے۔ کیونکہ اصلی کشمیر کمیٹی کے مدنظر کام کرنا ہے۔ نہ کہ اختلافات پیدا کرنا۔ اب چونکہ کشمیر کی صورتِ حالات آگے سے بھی زیادہ مایوس کُن اور وہاں کے لوگوں کی حالت بدتر ہوگئی ہے۔ اور مظلومین کشمیر کی مدد کے لئے کسی کمیٹی نے اقدام نہیں کیا۔ لہذا اصل آل انڈیا کشمیر کمیٹی اس بات پر مجبُور ہوگئی ہے۔ کہ وہ اس مسئلہ پر غور کرے۔ کہ آیا اسے کوئی عملی اقدام کرنا چاہیئے۔ یا نہیں۔ اور اپنے پہلے اصول اور پالیسی کے ماتحت کام کو جہاں اس نے چھوڑا تھا۔ وہیں سے دوبارہ شروع کر کے بہتر نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یا نہیں۔ اس مقصد کے پیشِ نظر لورنگ میں ۲۵ر مارچ ۱۹۳۴ء کو کمیٹی ہذا کا ایک اجلاس منعقد ہُوا۔ جس میں ایک سب کمیٹی کا قیام اس غرض کے لئے عمل میں لایا گیا۔ کہ وُہ کشمیر کے لیڈروں سے جو لاہور میں مقیم ہیں۔ مل کر کشمیر کی موجُودہ صورتِ حالات کے متعلق تحقیقات کرے۔ یہ سب کمیٹی ذیل کے اراکین پر مشتمل تھی ؛۔

مولانا عبد المجید سالک۔ مولانا غلام رسول مہر۔ شیخ نیاز علی ایڈووکیٹ پروفیسر علم الدین سالک۔ منشی محمد الدین فوق۔ چودھری اسد اللہ خان بیرسٹرایٹ لاء۔ سید عبد القادر ایم۔ اے مولوی جلال الدین شمس۔

کمیٹی کا دُوسرا اجلاس لورنگ میں ۲۸ر مارچ کو زیر صدارت سید عبد القادر صاحب منعقد ہُوا۔ ذیل کے حضرات شریک اجلاس تھے میرزا بشیر الدین محمُود احمد صاحب۔ سید حبیب صاحب۔ مولانا عبد المجید سالک۔ مولانا غلام رسُول مہر۔ ڈاکٹر عبد الحق ایم بی بی ایس۔ شیخ نیاز علی ایڈووکیٹ۔ پروفیسر علم الدین سالک۔ مولانا رحمت اللہ صاحب۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ منشی محمد الدین صاحب فوق۔ چودھری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس ؛۔

مولانا مہر نے کمیٹی کی رپورٹ پیش کی اور ذیل کی قراردادیں باتفاق آراء منظور ہوئیں ؛۔

(۱) آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو کشمیر کے متعلق اپنا کام شروع کر دینا چاہیئے۔

(۲) محض اس لئے کہ اس کشمیر کمیٹی اور ڈاکٹر سر محمد اقبال کی کشمیر کمیٹی میں امتیاز ہو سکے۔ اس کمیٹی کا نام آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن ہو گا ؛۔

(۳) سید حبیب صاحب اس ایسوسی ایشن کے عارضی صدر اور مولانا محمد الدین صاحب فوق اس کے سکرٹری ہونگے ؛۔

(۴) ایک سب کمیٹی جو ذیل کے حضرات پر مشتمل ہوگی۔ اس ایسوسی ایشن کے کانسٹی ٹیوشن کے متعلق ایک مسودہ طیار کرے گی۔ جو ۱۵ر اپریل ۱۹۳۴ء کو ایسوسی ایشن کے روبرو پیش کیا جائے گا ؛۔

سید حبیب صاحب صدر۔ مولانا محمد الدین صاحب فوق۔ شیخ نیاز علی صاحب ایڈووکیٹ۔ پروفیسر سید عبد القادر صاحب۔ چودھری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ مولوی عصمت اللہ صاحب۔ پروفیسر علم الدین صاحب سالک۔

(۵) آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن حکومت کشمیر کے اس حکم کو جس کی رُو سے سیاست کا داخلہ حدودِ ریاست میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور کشمیر گورنمنٹ سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ اس حکم کو منسُوخ کر کے سیاست کے داخلہ کی اجازت دیدے۔ نیز یہ ایسوسی ایشن حکومت ہند سے بھی درخواست کرتی ہے۔ کہ حکومتِ کشمیر نے اپنے اختیارات کو جس شدت سے استعمال کرنا شروع کر رکھا ہے۔ اس سے اسے روکے ؛۔

(۶) جیسا کہ کشمیر سے آمدہ خبروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کشمیر گورنمنٹ نے دوبارہ قید۔ جلا وطنی۔ اور بھاری جُرمانوں کی جو اس طریق پر وصول کئے جاتے ہیں۔ جو غریب اور مظلوم لوگوں کی کامل تباہی کا موجب ہیں۔ سزائیں دینا شرُوع کر دی ہیں۔ اور یہ سب کچھ تمام لوگوں کی توقعات کے سراسر خلاف کرنل کالون کے وزیر اعظم ہونے کی حالت میں ہو رہا ہے۔ ریاست کی حکومت ان سب باتوں کے لئے ذمہ وار ہے۔ ایسوسی ایشن ہذا کشمیر گورنمنٹ کی اس پالیسی کی مذمت کرتی اور حکومت ہند سے استدعا کرتی ہے۔ کہ حالات کی اصلاح اور کشمیریوں پر ان مظالم کے انسداد کے لئے ضروری قدم اٹھائے ؛۔ صاحب صدر کے شکریہ کے بعد اجلاس برخاست ہُوا۔ محمد دین فوق سکرٹری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

فرقہ وارانہ فیصلہ اور سکھ

حکومت اور مسلمانوں کے خلاف سکھوں کا اعلان جنگ

دلچسپ قوم

سکھ قوم اپنی ذہنیت۔ اپنے خیالات اور سیاسیات میں اپنے مطالبات کے لحاظ سے نہایت عجیب وغریب قوم واقعہ ہوئی ہے۔ ہندوستان کے صرف ایک ہی صوبہ میں چند لاکھ کی تعداد میں ہونے کے باوجود ملک کی سیاسیات میں یہ جس پوزیشن کی طالب اور جن حقوق کی اپنے آپ کو مستحق سمجھتی ہے۔ وہ نہایت ہی حیرت انگیز بلکہ مضحکہ خیز ہیں۔ حکومتِ برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر رامزے میکڈانلڈ نے سکھوں کی اس قسم کی باتیں سُن کر ان کے متعلق جو یہ نہایت جامع فقرہ کہا تھا۔ کہ یہ نہایت دلچسپ قوم ہے۔ اس کی تصدیق ایک بار پھر ۲۵۔ مارچ ۱۹۳۴ء کو لاہور میں منعقد ہونے والی سکھ نیشنل کانفرنس کی کارروائی کا مطالعہ کرنے سے ہوتی ہے۔

ہندوؤں کی مذموم روش

سالہا سال سے مسلمانانِ ہند ملک کی اکثریت سے یہ سراسر واجب اور جائز مطالبہ کر رہے تھے۔ کہ اس نے ملک کے نظم ونسق پر جو تسلط واقتدار حاصل کر رکھا ہے۔ اس میں ان کے واجبی حصہ کو جس کے وہ اب کاملاً اور ہر لحاظ سے مستحق واہل ہیں۔ ان کے حوالے کر دیا جائے۔ اور اس باب میں ان کے ساتھ ایک موزون فیصلہ اور مناسب سمجھوتہ کر لیا جائے۔ لیکن انگریزوں کو اس بنا پر مطعون کرنے والے ہندو کہ انگریز ہندوستان کے نظامِ حکومت میں ہندوستانیوں کے جائز حقوق کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور ان کے مطالبات پورے نہیں کرنا چاہتے۔ مسلمانوں کی ایک لمبی جدوجہد اور چیخ وپکار کے باوجود تصفیہ پر آمادہ نہیں ہوتے۔ اور مسلمانوں کے مقابلہ میں نہایت غیر منصفانہ اور غاصبانہ پوزیشن اختیار کئے ہوئے ہیں۔

ہندوؤں کا آلۂ کار

مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھنے کے لئے ہندوؤں نے سب سے بڑھ کر جس آلہ سے کام لیا۔ وہ سکھوں کا وجود۔ اور ان کی یہی عجیب وغریب ذہنیت ہے۔ جس کے مظاہر نے مسٹر رامزے میکڈانلڈ کو ان کے متعلق دلچسپ قوم کے الفاظ استعمال کرنے پر مجبور کیا تھا۔ جب کوئی ایسا موقعہ آیا۔ کہ حکومت نے نظامِ حکومت میں اصلاح وترقی کے متعلق قدم اٹھانا چاہا۔ پنجاب کے بارے میں ہندوؤں نے سکھوں کو شور وشر کے لئے کھڑا دیا۔ اور سکھ بغیر سوچے سمجھے عجیب وغریب اعلان کرنے اور حکومت کے ساتھ ہی مسلمانوں کو دھمکیاں دینے لگ گئے۔ جب وزیرِ اعظم کی طرف سے فرقہ وارانہ فیصلہ کا اعلان ہونے والا تھا۔ اس وقت بھی ہندوؤں نے سکھوں کو اپنا آلۂ کار بنایا۔ ان کی بہادری وشجاعت کی تعریفیں کر کے انہیں مخالفت کرنے کے لئے کھڑا کیا۔ اور سکھوں نے ان کے اشاروں پر کام کرتے ہوئے بہت کچھ شور مچایا۔ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ پر پرن کیا۔ کہ اگر وزیر اعظم کے اعلان میں سکھوں کے منشاء کے مطابق پنجاب کے متعلق فیصلہ نہ کیا گیا۔ تو وہ حکومت کے خلاف جتھہ بازی شروع کر دیں گے۔ لیکن وزیر اعظم کا فیصلہ شائع ہونے پر وہ خاموش ہو گئے۔ اور کسی خلافِ قانون حرکت کی انہوں نے جرأت نہ کی۔ اب جبکہ دستور آئینی کے متعلق آخری اعلان ہونے والا ہے۔ سکھوں نے پھر شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ اور حسبِ معمول ہندوؤں کا آلۂ کار بن کر حکومت اور مسلمانوں کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ چنانچہ سکھ نیشنل کانفرنس میں کہا گیا۔ کہ

”نہ سکھ خود چین سے بیٹھیں گے۔ اور نہ حکومت اور مسلمانوں کو چین لینے دیں گے“

(شیر پنجاب یکم اپریل ۱۹۳۴ء)

کمیونل ایوارڈ اور حکومت برطانیہ

حیرت ہے۔ وہی سکھ جو باہمی سمجھوتہ میں روک اٹکاتے چلے آ رہے ہیں۔ اور جن کی ذہنیت نے کوئی تصفیہ نہ ہونے دیا۔ وہ آج کمیونل ایوارڈ کی مخالفت میں ایک طوفانِ بے تمیزی بپا کر رہے ہیں۔ حکومت برطانیہ نے اپنی خواہش پر اس تصفیہ کو اپنے ذمہ نہیں لیا تھا۔ اس کی طرف سے اہلِ ہند کو پورا پورا موقعہ دیا گیا۔ کہ وہ کسی ایسے فارمولا پر متفقہ طور پہونچ جائیں۔ جو سب اقوام کے نزدیک قابلِ قبول ہو۔ حکومت اسی کو آئندہ آئین میں داخل کر دینے کا اقرار کر چکی تھی۔ لیکن ہندوؤں کی مسلم دشمنی اور سکھوں کے دور از معقولیت مطالبات نے ایسی تمام کوششوں کو کامیاب اور ثمر ور نہ ہونے دیا۔ اس کے بعد حکومت نے اس ذمہ داری کو اپنے سر لے کر جو فیصلہ کیا۔ وہ خواہ کیسا ہی ناقص ہو۔ اس کی ذمہ داری سکھوں اور ہندوؤں پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اور انہیں کوئی حق نہیں ہے۔ کہ نہ تو خود کوئی فیصلہ کریں۔ اور نہ حکومت کے فیصلہ کو جاری ہونے دیں کیا وہ یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو کوئی مزید حقوق واختیارات نہ ملیں۔ ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے قوم پرستی اور وطن دوستی کے جو بلند بانگ دعاوی کئے جاتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں ان کی طرف سے ایسی پوزیشن کا اختیار کیا جانا جس کا نتیجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ ہندوستان کے نظامِ حکومت میں ہندوستانیوں کو جو دخل حاصل ہو سکتا ہے۔ یا ہونے کی اُمید ہے۔ وہ بھی نہ ہو۔ نہایت ہی افسوسناک ہے۔

بیک وقت قوم پرستی وفرقہ پرستی

سکھوں کی نیشنل کانفرنس کی کارروائی کا مطالعہ کرنے سے سکھوں کی پوزیشن عجیب مضحکہ خیز نظر آتی ہے کمیونل ایوارڈ کی مخالفت میں اس قدر شور وغوغا۔ اور چیخ وپکار کی سب سے بڑی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اس کی ”بنا فرقہ وارانہ حقوق پر رکھی گئی ہے“ اور سردار امر سنگھ صاحب، صدر مجلس استقبالیہ نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ

”سکھوں نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ یہ عہد کیا ہے۔ کہ وہ فرقہ وارانہ حکومت کو برداشت نہیں کریں گے“ (ملاپ ۲۷ مارچ ۱۹۳۴ء)

لیکن اسی سٹیج پر اسی اجلاس میں اور اسی تقریر کے تسلسل میں ان کی طرف سے یہ بھی کہا گیا۔ کہ ”ہمیں فرقہ وارانہ حقوق دیئے جائیں“۔ اسی طرح کانفرنس کے صدر سردار کھڑک سنگھ صاحب نے کہا۔

”جہاں تک نوکریوں کا تعلق ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ نوکریاں قابلیت کے لحاظ سے دی جانی چاہئیں۔ فرقہ وارانہ تقسیم کے مطابق نہیں۔ کیونکہ سکھ فرقہ وارانہ تصفیہ اور فرقہ پرستی دونوں کے خلاف ہیں“ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد انہوں نے کہا۔ ”مجھے افسوس ہے۔ کہ جب سے ہائیکورٹ بنا ہے۔ تب سے کسی بھی سکھ کو جج کے عہدہ پر ممتاز نہیں کیا گیا“

گویا ایک ہی وقت میں فرقہ پرستی کو بیخ و بن سے اکھاڑ دینے کا دعوےٰ کیا گیا۔ اور اپنی قوم پرستی کا ڈنکا بجایا گیا۔ لیکن ساتھ ہی فرقہ پرستی کا مظاہرہ بھی کیا گیا۔

سکھ اور ہندو اخبارات

ہندو اگرچہ دل سے چاہتے ہیں۔ کہ سکھ شورش برپا کریں اور وہ ہر طرح ان کی حوصلہ افزائی کرتے چلے آئے ہیں۔ اور اب بھی کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ہندو اخبارات کی تحریرات سے ظاہر ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ بھی اس دلچسپ قوم کی دلچسپ پوزیشن پر ضبط سے کام نہیں لے سکے۔ اور انہیں تعجب و حیرت میں مبتلا ہونا پڑا۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۷- مارچ) نے لکھا ہے:-

"نہایت ہی واضح و جامع الفاظ میں سکھ بھائیوں کا مطالبہ جو انہوں نے سکھ نیشنل کانفرنس میں ملک کے سامنے رکھا ہے۔ یہ ہے۔ کہ فرقہ پرستی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اور ہمیں فرقہ وارانہ حقوق دیئے جائیں"۔

اسی طرح "پرتاپ" لکھتا ہے۔

"جب اس فیصلہ کی اس لئے مخالفت کی جاتی ہے۔ کہ اس سے سکھوں کو ۳۰ - فیصدی نشستیں نہیں ملیں۔ تو اس مخالفت کا مطلب ہی فوت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے کُرسی وبا پیدا ہو جاتی ہے جس کو دُور کرنے کے لئے فرقہ وار فیصلہ کی مخالفت ہو رہی ہے۔ .... جب سکھ بھائی اپنے اس قومی مطالبہ کو ان صدیوں کے جھگڑے میں ڈال کر ایک فرقہ دار رنگ دے رہے ہیں۔ تو ان کے مطالبہ کی قیمت کم ہو جاتی ہے"۔

گویا اس کانفرنس کا دلچسپ پہلو یہ ہے۔ کہ اس میں ایک طرف تو فرقہ پرستی کے خلاف جہاد کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف اسی فرقہ پرستی کے اصول کی بناء پر حقوق طلب کئے جا رہے ہیں۔

سکھوں کا ویٹج کے لئے مطالبہ

حسب معمول سکھوں نے اس کانفرنس میں بھی وُہی دلیل اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں دی ہے۔ جس کی نامعقولیت بارہا ان پر واضح کی جا چکی ہے۔ صدر مجلس استقبالیہ نے کہا۔

"آج اقلیتوں کے لئے weightage. جب دُوسرے صُوبوں میں دیا گیا ہے۔ تو پنجاب میں سکھوں کو وُہی حقوق کیوں نہیں دیئے جاتے"۔

مطلب یہ کہ جس طرح صوبہ مدراس۔ بہار۔ بمبئی اور یوپی وغیرہ میں مسلمانوں کی پانچ چھ فیصدی آبادی کو ہندوؤں کی نوّے یا اسی فیصدی آبادی کے مقابلہ میں دو چار نشستیں اپنی تعداد کی نسبت سے زیادہ دے دی گئی ہیں۔ اسی طرح سکھوں کو پنجاب میں ان کی آبادی سے زیادہ نشستیں دی جائیں۔ حالانکہ دوسرے صوبوں میں مسلمانوں کی پوزیشن اور پنجاب میں سکھوں کی پوزیشن میں بہت بڑا فرق ہے۔ اگر مدراس کے بچانوے یا چھیانوے فیصدی ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کو دو چار نشستیں زائد بھی مل جائیں۔ تو اس ہندوؤں کی اکثریت کو کوئی ضعف نہیں پہونچ سکتا۔ لیکن پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت اس قدر قلیل ہے۔ کہ اگر ان سے سکھوں کے لئے دو نشستیں بھی لے لی جائیں۔ تو ان کی اکثریت اقلیت میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک ایسی ناانصافی ہے جسے کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔

سکھوں کی دھمکیاں

جیسا کہ عام طور پر سکھوں کا قاعدہ ہے۔ کہ وہ معقولیت کی بجائے دھینگا مشتی سے کام لینا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور دلیل کے ساتھ اپنی بات کی معقولیت ثابت کرنے کی بجائے دھمکیوں سے کام لیتے ہیں۔ اس کانفرنس میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے۔ کہ "سکھ اپنا بچہ بچہ کٹا دیں گے۔ مگر کمیونل ایوارڈ کے ماتحت غلامی منظور نہ کریں گے"۔ "سکھوں میں شہیدوں کا خون دوڑ رہا ہے۔ اور وہ اس فرقہ وار فیصلہ کو منسوخ کرا کے رہیں گے۔ خواہ انہیں کتنی ہی تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ سکھ نتیجہ آنے والی لڑائیوں کے لئے تیار رہے اور سنٹرل اکالی دل اس کام کے لئے ایک لاکھ والنٹیر بھرتی کرے"۔ (پرتاپ ۲۹ - مارچ)

سکھوں کی اس قسم کی دھمکیوں کے مخاطب گورنمنٹ کے علاوہ مسلمان بھی ہیں۔ اور سکھ چاہتے ہیں۔ کہ بیک وقت گورنمنٹ کو بھی اور مسلمانوں کو بھی مرعوب کر سکیں۔ اول تو سکھوں کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ کتنے ہی بلند بانگ دعوے کریں۔ اور کتنی ہی ڈینگیں ماریں گورنمنٹ تو الگ رہی مسلمانوں کے ساتھ ان کا ٹکر لینا بھی انہیں بہت مہنگا پڑیگا۔ دوسرے جب ان کی ایسی ڈینگوں کی حقیقت پہلے ظاہر ہو چکی ہے۔ تو اب انہیں دُہرانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر انہوں نے غلط راہ اختیار کی۔ تو اس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑے گا۔ اور بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ دھینگا مشتی ہر جگہ نہیں چل سکتی۔

مسلمانوں کی پوزیشن

کمیونل ایوارڈ میں مسلمانوں کے حقوق کا پاس نہیں کیا گیا اور ان کے ساتھ سراسر غیر منصفانہ سلوک روا رکھا گیا ہے۔ مگر چونکہ ایسے وقت میں ملک کے اندر کسی قسم کی شورش پیدا کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ نئے آئین کے نفاذ کو معرض التواء میں ڈال کر ملکی ترقی کو روک دیا جائے۔ اس لئے مسلمانوں نے اسے کراہت کے ساتھ فی الحال تسلیم کر کے مزید حقوق طلبی کا آئینی طریق اپنے لئے پسند کیا ہے۔ تا ملک کے امن و امان میں رخنہ نہ پڑے۔ لیکن اس کے باوجود اگر سکھوں کی بے دماغی نے مسلمانوں کو مجبور کر دیا۔ اور سکھوں کی تیاریاں ان کے لئے کسی خطرہ کا باعث ثابت ہوئیں۔ اور فیصلہ کا وقت آ ہی پہونچا۔ تو دنیا دیکھ لے گی۔ کہ شجاعت اور بسالت کس کا حصہ ہے۔ وہ قوم جس نے دُنیا کو شجاعت کا درس دیا۔ اور شجاعت کے حقیقی مفہوم سے آشنا کیا۔ وہ سکھوں کی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر اپنے حقوق ترک کرنے پر کبھی آمادہ نہیں ہو سکتی۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قدر بزدل نہیں ہیں۔ کہ سکھوں کی گیدڑ بھبکیوں سے مرعوب ہو کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑنے لگیں۔ اور سب کچھ ان کے حوالے کر دینے پر رضامند ہو جائیں۔ بلکہ سکھوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کریں گے۔ اور انہیں حاصل کر کے رہیں گے۔

سکھ غور سے کام لیں

سکھوں کو عقل سے کام لینا چاہیئے۔ اور ان لوگوں کی باتوں میں نہیں آنا چاہیئے۔ جو پس پردہ رہ کر تار ہلانا جانتے اور انہیں خطرہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ ذرا غور تو کریں۔ کس طرح انہیں پچکار کر آگے دھکیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اخبار ملاپ (۲۹ - مارچ) لکھتا ہے:-

"اب سے پہلے بھی خالصہ دربار نے ایک لاکھ والنٹیر بھرتی کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن جہاں تک اطلاعات بتاتی ہیں۔ آج تک ایک والنٹیر بھرتی نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ کیا سکھ بھی دوسرے فرقوں کی طرح اب صرف بڑی بڑی باتیں بنانا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کیا وہ صرف کہہ ہی سکتے ہیں۔ کر نہیں سکتے۔ کیا ان سے پیچھے بندی کی وہ عظیم الشان سپرٹ مفقود ہو گئی"۔

ایک دوسرا اخبار "پرتاپ" (۲۹ - مارچ) لکھتا ہے۔

"مایوسی کے لہجہ میں ہمارے دل میں یہ آواز اٹھتی ہے۔ کیا یہ فیصلہ پورا ہو گا۔ کیا خالصہ پھر سے اپنی شیر دلی کا ثبوت دے گا کیا گورو کے پیارے سکھ اپنی شاندار قدیمی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے کمیونل ایوارڈ کے خلاف پُر امن جدوجہد کر کے اپنی عالی حوصلگی کا ثبوت دیں گے۔ اور اسے منسوخ کرا کر چھوڑیں گے"۔

اگر فرقہ وارانہ فیصلہ کو منسوخ کرانے کے لئے شورش بپا کرنا ہندو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ خود خاموش بیٹھے ہیں۔ اور اگر وہ خود کچھ نہیں کر سکتے۔ تو کیوں سکھوں کے ساتھ شریک نہیں ہو جاتے جبکہ وہ انہیں بلا بھی رہے ہیں۔ چنانچہ اسی کانفرنس میں کہا گیا۔ کہ "کمیونل ایوارڈ کا اثر ہندوؤں اور سکھوں پر یکساں طور پر مضرت رساں پڑیگا۔ ہم دونوں ایک ہی کشتی میں سوار ہیں مسلمانوں کا پھر غلام بن کر رہنے کی نسبت ہندوؤں اور سکھوں کا مٹ جانا بہتر ہے۔ اگر کمیونل ایوارڈ کے خلاف ایجی ٹیشن میں سکھوں کے ساتھ ہندو بھی مل جائیں اور سردار کھڑک سنگھ جی کو وہ بھی اپنا ڈکٹیٹر تسلیم کرلیں۔ تو آٹھ دن کے اندر کمیونل ایوارڈ کو ردی کی ٹوکری میں ڈلوایا جا سکتا ہے۔ ہندوؤں نے بے شمار قربانیاں کیں لیکن قابل رہنما نہ ملنے کے باعث ان کی تمام قربانیاں رائیگاں گئیں۔ اور حالت بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ اب وقت ہے۔ کہ وہ سکھوں کے ساتھ ہی کمر ہمت باندھ کر کمیونل ایوارڈ کے خلاف ایجی ٹیشن کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں"۔ (رشی پنجاب یکم اپریل)

جب کمیونل ایوارڈ کو منسوخ کرانا ہندو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ اور سکھوں کو ان کے خلاف شورش پیدا کرنے پر قابل تعریف قرار دیتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ غرض سکھوں کو اتنی موٹی بات کو سمجھنے کی تو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ کمیونل ایوارڈ کا جب معزز اثر ہندوؤں اور سکھوں پر یکساں پڑیگا۔ اور سردار کھڑک سنگھ کو اگر ہندو اپنا ڈکٹیٹر تسلیم کرلیں تو آٹھ دن کے اندر کمیونل ایوارڈ ردی کی ٹوکری میں ڈلوایا جا سکتا ہے۔ تو پھر ہندو کیوں سکھوں کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔ وہ سکھوں کے ساتھ شریک نہیں ہوتے۔ اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں سکھوں نے جو راہ اختیار کی ہے۔ وہ کامیابی کی نہیں بلکہ تباہی کی ہے۔ وہ خود اس تباہی میں نہیں پڑنا چاہتے۔ لیکن سکھوں کو اس میں ڈالنے کیلئے پورا زور صرف کر رہے ہیں۔ اسی سے ان کی ہمدردی اور نیک نیتی کا پتہ لگ سکتا ہے۔

15

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

احمدیہ سپورٹس کلب کے ایڈریس میں

۲۶ مارچ مارننگ سپورٹس کلب قادیان نے جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اب احمدیہ سپورٹس کلب تجویز فرمایا ہے جوڑنر دیا۔ اور حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا۔ اس موقعہ پر حضور نے حسب ذیل تقریر فرمائی

ایڈیٹر

اس وقت جو ایڈریس پڑھا گیا ہے۔ اس میں ایک تو یہ خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ کہ میں

کلب کی سرپرستی

منظور کروں۔ سرپرستی کا لفظ ہمیشہ ہی میرے لئے شبہ کا باعث بنا رہا ہے۔ اور کبھی اس کی حقیقت میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کیونکہ عام طور پر سرپرست بڑے کو کہتے ہیں۔ لیکن معنوی لحاظ سے سرپرست چھوٹا ہوتا ہے۔ پھر

مسلم اور خدا کے سوا کسی اور چیز کی پرستش

جمع بھی نہیں ہوا کرتی۔ بہرحال جن معنوں کے لحاظ سے یہ ایسے موقعہ پر استعمال ہوتا ہے۔ میرے نزدیک اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ جو خاص چندہ مقرر ہو۔ اس کے دینے والوں کا نام سرپرست رکھ دیا جاتا ہے۔ اس چندہ کے دینے سے مجھے انکار نہیں۔ اور میں وہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ پھر اگر سرپرستی کے معنی وہ ہیں جو عام طور پر لئے جاتے ہیں یعنی توجہ کرنا۔ خیال رکھنا۔ اور نگرانی کرنا۔ تو یہ بحیثیت درجہ کے جماعت کے ہر کام کی ہر وقت خلیفہ کے سپرد ہوا ہی کرتی ہے۔

دوسری خواہش یہ کی گئی ہے۔ کہ

احمدیہ ٹورنامنٹ

کا احیاء کیا جائے۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ احمدیہ ٹورنامنٹ کے ختم کر دینے یا بند کرنے کے متعلق میری طرف سے کوئی ہدایت کی گئی ہو۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ میں نے ہمیشہ اس قسم کے ٹورنامنٹ کی تائید کی۔ اور اسے پسند کیا ہے ان حالات میں مناسب یہ ہے کہ ممبران کلب

ناظر تعلیم و تربیت

کو توجہ دلائیں۔ جن کا کام اس بارے میں میری ہدایت پر عمل کرنا ہے۔ اگر ٹورنامنٹ کے متعلق احکام موجود ہیں۔ اور پھر اس کے التوا کی کوئی وجوہات ہیں۔ تو وہ ناظر صاحب تعلیم و تربیت ہی بتا سکتے ہیں۔ ممبران کلب ان سے تبادلۂ خیالات کریں۔ اگر ان کا جواب تسلی بخش نہ ہوا۔ تو پھر میں خود اس بارے میں

غور کرنے کے لئے

تیار ہوں۔

میں نے ہمیشہ

ورزشی کھیلوں پر زور

دیا ہے۔ بشرطیکہ ان کا صحیح استعمال ہو۔ اس قسم کی کھیلیں یہ روح پیدا کرتی ہیں۔ کہ باوجود مقابلہ کے آپس میں دوستانہ طور پر رہ سکتے ہیں

سپورٹس مین سپرٹ

یہی ہوتی ہے۔ کہ انسان دوسروں کے اختلاف کو بخوشی برداشت کر سکے۔ وہ لوگ جو ذرا ذرا سے اختلاف کی وجہ سے انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس روح کو نہیں سمجھتے۔ جو کھلاڑیوں میں پائی جاتی ہے۔ جب کھلاڑی مقابلہ کے کھیل میں کھیلتے ہیں۔ تو دونوں طرف سے اس شدت کا مقابلہ ہوتا ہے۔ کہ گویا اس کھیل کے سوا ان کے مدنظر کوئی اور کام ہی نہیں ہے۔ لیکن جب ایک پارٹی جیت جاتی ہے۔ اور کھیل ختم ہو جاتا ہے۔ تو دونوں پارٹیوں کے کھلاڑی ایک دوسرے کی بغلوں میں ہاتھ ڈالے اس طرح چلتے ہیں۔ کہ ان میں کوئی مقابلہ ہوا ہی نہیں۔ یہی روح ہے۔ جو

دنیا میں امن

قائم کر سکتی ہے۔ دنیا کی حکومتوں میں۔ اقتصادیات میں۔ علوم میں معاشرت میں۔ اخلاق میں عادات میں۔ اختلاف ہے۔ مگر اسے اسی حد تک محدود رہنا چاہیئے جس صیغہ سے تعلق رکھتا ہو۔ دوسرے کاموں تک اسے وسیع نہیں کرنا چاہیئے

تمام تفرقے

اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ اختلاف کو وسیع کر کے دوسرے کاموں تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ ایک پولیس کا افسر اپنی تحقیقات میں ایک جج اپنے فیصلہ میں دوسرے اختلافات کے اثرات کو لے جاتا ہے۔ اگر اختلاف کو اسی حد تک محدود رکھا جائے جس حد سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔ تو کوئی

پولیس کا افسر

ناانصافی نہ کرے۔ اور کوئی جج بددیانتی کا مرتکب نہ ہو۔ چونکہ اختلاف کو اپنی حد کے اندر محدود رکھنے کی روح کھیلوں سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے میں انہیں پسند کرتا ہوں اور ان کے مقابلہ میں ڈیبیٹنگ کو ناپسند کرتا ہوں۔ اس روح کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ کوئی دماغ تندرست نہیں رہ سکتا جب تک صحت درست نہ ہو۔ میں ورزشی کھیلوں کو ضروری سمجھتا ہوں۔

صحت کی درستی

سے میری مراد وہ مخفی طاقت ہے۔ جو انسان کو اس کے متعلقہ کاموں میں سے گذار دیتی ہے۔ اور وہ ان کاموں کو عمدگی سے کر سکتا ہے۔ بظاہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم دیکھتے کہ آپ بیمار رہتے۔ اور آپ کی

بیماری کے متعلق پیشگوئی

تھی۔ مگر باوجود اس کے آپ کے کاموں۔ آپ کی رفتار اور آپ کی گفتار سے کوئی یہ نہ سمجھتا تھا۔ کہ آپ کی اتنے سال کی عمر ہے۔ جتنے سال کے آپ تھے۔ آپ سیر کو جاتے۔ اور میں نے آپ کو منگلیاں پھیرتے دیکھا ہے۔ میں نے وہ رکھی ہوئی تھیں مگر کسی نے مانگیں۔ اور میں نے دیدیں۔ دراصل ورزش بیماریوں سے بچا نہیں سکتی۔ البتہ

کام کرنے کی طاقت

پیدا کر دیتی ہے۔ ایک دفعہ میں نے رؤیا دیکھا۔ کہ کسی شخص نے اعتراض کیا۔ وہ شخص اس وقت یہاں موجود ہے۔ جس کے متعلق اعتراض کیا گیا۔ مگر وہ موجود نہیں جس نے اعتراض کیا

اعتراض

یہ تھا۔ کہ فلاں شخص ورزش کرتا رہتا ہے۔ حالانکہ واقعہ میں اس نے کبھی ورزش نہیں کی۔ بہرحال اس پر رؤیا میں اعتراض کیا گیا۔ میں نے جواب دیا۔ یہ تو کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ ورزش بعض اوقات دینی حکم ہو جاتی ہے۔ پھر میں نے مثال دی۔ کہ ایک شخص جو ورزش نہیں کرتا۔ اور پھر خدمت دین نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ کے حضور وہ ورزش نہ کرنے کی وجہ سے جوابدہ ہو گا

غرض میں بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ ورزش کی جائے حتیٰ کہ میرے نزدیک تو آواز کی بھی ورزش ہونی چاہیئے۔ یہاں

ایک پٹھان عبد الغفار خاں صاحب

رہتے تھے۔ جو عبد اللہ خاں پٹھان کے باپ تھے۔ اور سید عبد الستار صاحب کے جنہیں رؤیاء اور کشوف ہوتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انہیں دعا کرنے کے لئے کہا کرتے تھے۔ میں نے بھی ان سے کئی بار دعا کرائی۔ ان کے بھائی تھے۔ ان کو

اذان دینے کا شوق

تھا۔ مگر آواز پست تھی۔ انہوں نے بلند آواز کے لئے مشق کرنی شروع کی۔ تو اس قدر بلند ہوگئی۔ کہ میل میل تک سنائی دیتی تھی تو

آواز کی بھی ورزش

ہونی چاہیئے۔ یہ مشق نہ صرف مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کام آتی ہے۔ بلکہ صحت کے لئے بھی ضروری ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت قرآن کریم نظم اور ایڈریس جنہوں نے پڑھا۔ سوائے تلاوت کرنے والے کے باقیوں کی آواز بہت پست اور گری ہوئی تھی۔

اچھی اور عمدہ آواز

میں بھی ایک خاص اثر ہوتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سناتے تھے۔ کہ ایک شخص خوش الحانی سے اذان دیا کرتا تھا مسجد کے قریب ایک

سکھ رئیس کا مکان

تھا۔ اس کی لڑکی پر اذان کی آواز کا ایسا اثر ہوا۔ کہ اس نے کہدیا میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ جب اس سے پوچھا گیا۔ کہ مسلمان ہونے کی کیا وجہ ہے۔ تو اس نے کہا۔ کہ اذان کی آواز سنکر میرا دل بے اختیار اسلام کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ اس پر اس سکھ رئیس نے اس مؤذن کو اس مسجد سے نکلوا دیا۔ اور پھر ایک ایسا شخص مقرر ہوا جس کی آواز ویسی عمدہ نہ تھی۔ اس کے بعد لڑکی سے پوچھا گیا۔ تو کہنے لگی۔ اب تو اسلام کوئی ایسا سچا نہیں معلوم ہوتا۔ تو

آواز میں بھی اثر

ہوتا ہے۔ اور صحت کے لئے آواز کا بلند ہونا ضروری ہوتا ہے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اس وقت رونا اس کے لئے ڈاکٹر مفید بتاتے ہیں۔ پس

ہر رنگ میں ورزش

ہونی چاہیئے۔ صرف ہاکی یا فٹ بال کے ذریعہ جسمانی قویٰ کی ورزش کافی نہیں۔ اگر آواز کی ورزش کی جائے۔ تو وہ بھی بہت مفید ہو سکتی ہے۔ ایک دفعہ میں ڈلہوزی گیا۔ تو دیکھا۔ دو پہاڑوں پر دو عورتیں کھڑی تھیں۔ ان میں سے ایک

مرد کے جذبات

کا اور دوسری عورت کے جذبات محبت کا باری باری اشعار میں اظہار کرتی۔ اور ان دونوں کی آواز دور سے خوب سنائی دیتی تھی۔ پس گلے کی ورزش کی جائے۔ تو آواز بلند اور عمدہ ہو سکتی ہے۔ اور نہ صرف گلے کی ورزش کرنی چاہیئے۔ بلکہ

آنکھوں کی ورزش

بھی ہوتی ہے۔ میں نے اس کے متعلق ایک ڈاکٹر سے ذکر کیا۔ تو اس نے کہا۔ میں نے کئی لوگوں کی آنکھوں کی ورزش کے ذریعہ نظر تیز کی ہے۔ اسی طرح

کانوں کی ورزش

بھی ہوتی ہے۔ ریڈ انڈین لوگوں میں کانوں کی مشق اتنی دیکھی گئی ہے۔ کہ وہ زمین پر کان لگا کر پتہ لگا لیتے۔ کہ دشمن اتنی دور آرہا ہے۔ انہیں مخالف لشکر کے چلنے کی گونج معلوم ہو جاتی ہے وہ لوگ جو کھوجی ہوتے ہیں۔ ان کی

آنکھوں کی مشق

اتنی تیز ہوتی ہے۔ کہ پاؤں کا نشان دیکھ کر سراغ لگا لیتے ہیں پس آنکھ۔ ناک گلا وغیرہ سب کی ورزش سے ان میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح ورزش کرنے سے جسم طاقتور اور مضبوط ہو سکتا ہے۔ ہاتھ مضبوط ہو جاتے ہیں۔ سینہ چوڑا اور مضبوط ہو جاتا ہے ٹانگوں میں طاقت آجاتی ہے۔ اسی طرح آنکھ۔ ناک۔ کان اور گلے کی ورزش سے ان میں بھی زیادہ طاقت پیدا ہو سکتی۔ اور یہ اپنا کام

زیادہ عمدگی کے ساتھ

کر سکتے ہیں۔ پس اس قسم کی بھی ورزشیں ہونی چاہئیں۔ اور

ورزشی کھیلوں کو وسیع کرنا چاہیئے

اور ایسے رنگ میں ڈھالنا چاہیئے۔ کہ نہ صرف جسم میں طاقت پیدا ہو۔ بلکہ دوسرے قویٰ میں بھی طاقت پیدا ہو۔ اور ایسی کھیلیں ایجاد کی جا سکتی ہیں جن سے یہ بات حاصل ہو سکے۔ اور اس قسم کی ورزشیں کی جاسکیں۔ میرے نزدیک

جسمانی ورزش

اچھی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ دوسرے پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور ورزش کو زیادہ وسیع کرنا چاہیئے ؛

اس کے بعد حضور نے حسب ذیل نوجوانوں کو اپنے ہاتھ سے

ورزشی کھیلوں کے انعامات

تقسیم فرمائے :- سلطان محمود صاحب کپتان دارالامان مشرقی ہاکی ٹیم - کپ
فضل الرحمن صاحب کپتان ہائی سکول ہاکی ٹیم - میڈل
مولوی ظہور الحسن صاحب مولوی فاضل - میڈل
مرزا امجد بیگ صاحب میڈل
عبدالسلام صاحب کپتان ہائی سکول فٹ بال ٹیم - میڈل

حضور نے کلب کا نام احمدیہ سپورٹس کلب تجویز فرمایا :-

ایڈریس منجانب احمدیہ سپورٹس کلب قادیان

حسب ذیل ایڈریس صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب خلف حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے کلب کی طرف سے پڑھا

سیدنا !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،

آج ممبران مارننگ سپورٹس کلب کے لئے

انتہائی خوشی کا دن

ہے۔ کہ حضور ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں۔ حضور کی تشریف فرمائی کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ہم حضور کی خدمت میں

سال گذشتہ کی کارروائی

پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔

مارننگ سپورٹس کلب کہ جس کو معرض وجود میں آئے چار سال کا عرصہ ہوا ہے۔ صرف اس غرض سے قائم کی گئی تھی۔ کہ حضور کے ارشاد کے مطابق مقامی نوجوانوں کے اندر

جسمانی ورزش کا شوق

پیدا کیا جائے۔ اور اس قسم کا شوق رکھنے والے نوجوانوں کو ایک نظام کے ماتحت لا کر ان میں ایسی "سپورٹس مین سپرٹ" پیدا کی جائے۔ کہ جو باہر کی ٹیموں سے ہمارے کھلاڑیوں کو ممتاز کر دے۔ اور کھلاڑیوں کی ایک ایسی جماعت پیدا ہو جائے۔ کہ جو نہ صرف قادیان کی سپورٹس کی

شاندار روایات دیرینہ

کو زندہ رکھ سکے۔ بلکہ سلسلہ کی دیگر اغراض میں بھی ہر طرح سے امداد دے سکے۔ اور باہر کے کھلاڑیوں کو قادیان اور نظام سلسلہ میں دلچسپی لینے کا موقع بہم پہنچایا جا سکے۔ سو الحمد للہ کہ سال زیر رپورٹ میں یہ غرض بأحسن پوری ہوتی رہی :-

جیسا کہ گذشتہ سال عرض کیا گیا تھا۔ کلب ہذا "نادرن انڈیا ہاکی ایسوسی ایشن" سے ملحق ہے۔ اس ایسوسی ایشن کے ماتحت امرت سر میں جو

آل انڈیا ہاکی ٹورنامنٹ

ہوا۔ اس میں ہماری ہاکی ٹیم بھی شریک ہوئی۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے امرت سر کے مقابلہ میں ایک بار برابر اور دوسری مرتبہ فتحیاب ہوئی۔ اور اس ٹورنامنٹ میں شمولیت کی وجہ سے باوجود مالی مشکلات کے کلب ہذا نے اپنی بساط سے بڑھ کر اخراجات برداشت کئے جس میں کہ تقریباً

ڈیڑھ صد روپیہ

خرچ ہوا۔ اس سلسلہ میں جہاں ہم مکرم مرزا گل محمد صاحب کی اعانت کے معترف ہیں۔ وہاں یہ ناشکری ہوگی۔ اگر ہم ان مالی خدمات واخلاص اور دلچسپی کا ذکر نہ کریں۔ جن کا احباب قادیان نے اس موقعہ پر اظہار کیا :-

ہم اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید رکھتے ہیں۔ کہ اگر احباب کی ہمدردی مسلسل جاری رہی۔ تو انشاء اللہ آئندہ سال۔ گذشتہ سال کی نسبت

کھیل کے نتائج میں ترقی

ہو سکے گی۔ اس ٹورنامنٹ میں شمولیت کے علاوہ کلب نے

بٹالہ کرسچین کلب

اور حال ہی میں گوردا سپور سپورٹس کلب کے مقابلہ میں کامیاب کھیل کھیل کر قادیان کی دیرینہ روایات کو برقرار رکھا۔ علاوہ بریں

مشق جاری رکھنے کی غرض

سے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی ٹیموں سے اکثر اور جامعہ احمدیہ و دیگر اداروں سے گاہے گاہے میچز ہوتے رہے۔ اور چونکہ کلب کے پاس سردست اپنی کوئی گراؤنڈ نہیں ہے۔ اس لئے کھیل کی مشق ہائی سکول کے طلباء کے ساتھ انہیں کی گراؤنڈز میں ہوتی رہی۔ اس اور اس قسم کی دیگر رعائتوں کے لئے ہم جناب ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے شکر گزار ہیں:

حضور! قادیان میں ورزشی کھیلوں کے احیاء کی غرض سے کہ جس مقصد کے لئے ابتداء میں حضور کی طرف سے

احمدیہ ٹورنامنٹ

جاری کیا گیا تھا۔ سال گذشتہ میں کلب کی طرف سے ایک انٹر محلہ ٹورنامنٹ کا انتظام کیا گیا۔ جو قریباً دو ہفتہ تک جاری رہا۔ اور جس میں کم و بیش ستر کھلاڑیوں نے مختلف محلہ جات کی نمائندگی کی۔ ٹورنامنٹ ہذا کا انتظام ایک سب کمیٹی کے سپرد تھا جس کے ممبر ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے پریذیڈنٹ کلب ہذا و مرزا مظفر احمد صاحب بی۔ اے اور مولوی ظہور الحسن صاحب مولوی فاضل تھے۔ موخر الذکر نے

سکرٹری شپ کے فرائض

نہایت تندہی سے سرانجام دیئے۔ محلہ جات کی ٹیموں نے ٹورنامنٹ میں نہایت دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور کھیل سے محبت رکھنے والے احباب نے ان کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی۔

ٹورنامنٹ کے اخراجات

ماسوا ان انعامات کی قیمت کے جو کلب نے اپنے فنڈ سے فراہم کئے ہیں۔ محلہ جات کی ٹیمز نے برداشت کئے۔ انٹر محلہ ہاکی ٹورنامنٹ میں شہر کے مشرقی حصہ کی ٹیم نے کامیابی حاصل کی۔ اور اس کی وجہ سے وہ اس سہ سالہ "رننگ کپ" کی مستحق ہوئی۔ کہ جو جیتنے والی ٹیم کو کلب کی طرف سے پیش کیا جایا کریگا انفرادی طور پر مولوی ظہور الحسن صاحب مولوی فاضل۔ مرزا امجد بیگ صاحب اور فضل الرحمٰن غازی نے کھیل میں خاص امتیاز حاصل کیا۔ اور فٹ بال ٹورنامنٹ میں عبد السلام کیپٹن سکول ٹیم ممتاز رہا۔ اس لئے ان کھلاڑیوں کو آج انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔

یہ رپورٹ نامکمل رہے گی۔ اگر ہم ان

مربیان کا ذکر

نہ کریں۔ جنہوں نے سال زیر رپورٹ میں کلب کی سرپرستی قبول فرمائی۔ اور جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب قادیان
۲۔ جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بی۔ اے، بار ایٹ لاء
۳۔ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد
۴۔ سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد
۵۔ کیپٹن۔ ٹی۔ ڈی احمد صاحب
۶۔ میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب
۷۔ چوہدری مظفر الدین صاحب امپیریل الیکٹرک سٹورز بیتا در
۸۔ غلام احمد صاحب اختر سٹاف وارڈن لاہور
۹۔ شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ لاہور

کلب ہذا کبھی ان اخراجات کثیر کی متحمل نہ ہو سکتی۔ اگر ایسے اصحاب ہماری امداد نہ فرماتے۔

حضور! ان دنوں

ہمارے ضلع میں کھیلوں کا شوق

پھر از سر نو پیدا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر کی صدارت میں ڈسٹرکٹ المپک ٹورنامنٹ کے انعقاد کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ پس اس جوش سے فائدہ اٹھانے کیلئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلب ہذا کی بنیادوں کو اس سے بھی زیادہ مستحکم کیا جائے۔ اس کام کو اور بھی زیادہ

محنت۔ جانفشانی اور باقاعدگی

سے چلایا جائے۔ لیکن یہ تمام باتیں علاوہ ممبروں کی سرگرمی اور جوش کے حضور کی توجہات کی بھی محتاج ہیں۔ شومئے قسمت سے ہمیں ابھی تک حضور کی سرپرستی کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ اب حضور سے درخواست ہے۔ کہ

اوّل حضور

کلب کی سرپرستی

قبول فرما کر ہماری رہنمائی فرمائیں۔

دوم:۔ مقامی اداروں کے طلباء کے اندر کھیلوں کا زیادہ سے زیادہ شوق پیدا کرنے کی غرض سے

احمدیہ ٹورنامنٹ

کے انعقاد کے متعلق احکام صادر فرمائیں۔ تاکہ ہر سال قادیان میں بہترین کھلاڑی مہیا ہوتے رہیں۔ جو کہ بیرونی ٹیموں کا باحسن وجوہ مقابلہ کرتے رہیں۔

سوم:۔ مارننگ کلب کے قیام کے وقت اس کا نام مارننگ سپورٹس کلب مقرر کیا گیا تھا۔ جو شائد ہمارے مقاصد کی صحیح طور پر ترجمانی نہیں کرتا۔ اس لئے اگر حضور مناسب خیال فرمائیں تو اس کو بدلکر

کوئی اور نام

تجویز فرمائیں۔ بالآخر ہم حضور کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ حضور تکلیف فرما کر اپنے دست مبارک سے مستحقین میں انعامات تقسیم فرمائیں۔

ہم ہیں حضور کے خدام ممبران مارننگ کلب

ایک احمدی نوجوان کے جذبات

اگر مجھ سے کوئی پوچھے کہ تجھے بہت بڑی خوشی اور مسرت کس وقت حاصل ہوتی ہے۔ تو میں کہوں گا اس وقت جب کوئی مخالف میری مخالفت کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ایک احمدی اپنے مخالف کو خدا کے فضل سے ہر رنگ میں شکست دے سکتا اور ناکام بنا سکتا ہے۔ پھر میری اس خوشی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے جو مجھ مخالف پر فتح پانے کے بعد میسر ہونے والی ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ احمدی کی مخالفت اس کی تائید کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ دوسروں کے متعلق یہ نظریہ قطعاً غلط معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہر احمدی کے متعلق یہ بالکل درست ہے۔ جب تک مجھے مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مجھے کیا خبر۔ کہ میرا ایمان کس حد تک مستحکم ہے؟ اور جب تک میں مخالفت کے مقابلہ میں اپنے ایمان کی پختگی ثابت نہ کر دوں۔ مجھے احمدی کہلانے کا ہی حق حاصل نہیں۔ کجا یہ کہ میں کسی انعام کا مستحق بن سکوں۔

مخالف میرا بہترین استاد ہے۔ وہ مجھے مستقل مزاجی کی تعلیم دیتا ہے۔ اپنی مخالفت سے مجھے اپنے ایمان کو صیقل کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔ جب میں اپنے اندر صداقت کی قوت پاتا ہوں تو میں چاہتا ہوں۔ میرا کوئی مخالف ہو۔ تا میں اس کے مقابلہ میں کھڑا ہو کر ایک مقدس فرض کو انجام دوں۔ ایسے فرض کو جسے پورا کرنے کے لئے مجھے نورانی دنیا کی سعید روحوں میں داخل کیا گیا ہے۔

وہ مخالفت جو مجھے پاکیزہ زندگی بسر کرنے کے قابل بناتی ہے وہ دراصل میری مخالفت نہیں بلکہ میری امداد ہے۔ میری تائید ہے۔

دشمن میری مخالفت کر کے خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے۔ میں اس کی ترقی کی راہیں مسدود کر رہا ہوں مگر میرا ایمان ہے۔ کہ مخالفت میرے لئے ترقی کی راہیں کھولتی اور مجھ کامیابی کا رستہ بتاتی ہے۔ پھر مجھ اس سے خوشی کیوں نہ ہو۔

میرے ذہن سے ان دنوں کی یاد اتر چکی ہے۔ جب میرا وجود بہت کمزور تھا۔ اور دشمن کو میرے مٹا دینے کا گمان تھا۔ اب تو میں بہت ہی توانا ہو گیا ہوں اتنا توانا کہ دشمن اپنا منہ شرم کے نقاب میں لپیٹ کر تیزی سے گذر جاتا ہے۔ یا اس کا جذبہ انتقام اسے اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ گالیاں دیتا رہے۔ اور بدزبانیاں کرتا رہے مگر مخالفت!..... باطل کی طرف سے مخالفت!! میں اسے

مولوی ثناء اللہ صاحب اور دیگر علماء کیلئے اکیس ہزار روپیہ انعام

مخالفین کے عذرات خام

از جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد

پہلا انعام ایک ہزار روپیہ

انجمن اہلحدیث سکندرآباد نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں صحیح بخاری کے حوالہ سے ایک مشہور حدیث اس طرح بیان کی ہے۔ کہ کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم من السماء یعنے تم کیسے ہوگے جب حضرت عیسےٰ بن مریم تم میں آسمان سے اتریں گے۔ حالانکہ اصل حدیث اس طرح ہے۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم تم کیسے ہوگے۔ جب ابن مریم تم میں نازل ہوں گے۔ اور وہ تم میں سے ہی تمہارے امام ہوں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیا صاف ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ تم مسلمانوں میں سے ہی ایک شخص جو تمہارا امام ہوگا۔ وہی ابن مریم ہوگا۔ مگر ہمارے مخالفین اپنے غلط عقیدہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصل الفاظ امامکم منکم کو کاٹ کر اس کے عوض من السماء کے الفاظ داخل کرتے ہیں۔

انجمن اہلحدیث سکندرآباد نے دو بار اس طرح غلط اشتہارات شائع کئے۔ اس کے جواب میں ہم نے بھی دو بار بذریعہ اشتہارات ان کو چیلنج دیا۔ کہ اگر صحیح بخاری میں امامکم منکم کے عوض من السماء کے الفاظ ہیں۔ تو ثابت کرو۔ ہم ایک ہزار روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر انہوں نے اس کا آج تک کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ حال میں تیسرا اشتہار شائع کیا۔ تو اس میں بھی اس کی اصلاح نہ کی گئی۔ اگر اہلحدیث یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ تو ہمارے دوسرے مخالفین جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ وہ اس حدیث کی صحت صحیح بخاری سے ثابت کر دیں تو ہم ان کو بھی ایک ہزار روپیہ انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔

خدا کی مخلوق کو اس طرح گمراہ کرنا کوئی معمولی گناہ نہیں اسی لئے سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس زمانہ کے علماء کے متعلق فرمایا ہے۔ شر من تحت ادیم السماء یعنے ایسے لوگ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ جو ہماری مخالفت میں اس طرح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت ہماری مخالفت نہیں۔ بلکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنی امت کی راہ نمائی کے لئے جو صحیح ہدایت فرمائی ہے۔ اس کے خلاف یہ لوگ اپنے غلط عقائد کے مطابق آپؐ کے اصل الفاظ میں تبدیلی کرکے قوم کو گمراہ کر رہے ہیں۔ یہ درحقیقت آپ کی مخالفت ہے۔

قرآن شریف سے بھی یہ ثابت ہے۔ کہ جب سے خداتعالےٰ نے یہ دنیا پیدا کی ہے۔ اور اپنے بندوں کی راہ نمائی کے لئے جب کبھی کسی قوم میں نبی یا رسول مبعوث فرمایا ہے۔ اس کے متعلق منکم کے الفاظ استعمال کئے ہیں یعنی تم میں سے مبعوث کیا گیا ہے من السماء یعنے آسمان سے اترنے کے الفاظ کبھی استعمال نہیں کئے گئے۔ پھر بھی مسلمان جو قرآن شریف کے ماننے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں جو بہت بڑے تعجب کی بات ہے

یہودی قوم بھی ایسا ہی ایک غلط عقیدہ رکھنے کی وجہ سے تباہ ہوگئی۔ ان کا بھی یہ عقیدہ تھا۔ کہ ان کے ایک نبی الیاس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور وہی پھر آسمان سے واپس آئیں گے اس غلط عقیدہ کی تردید خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی۔ اور انکو سمجھایا کہ کسی گذشتہ نبی کی آمد ثانی کے متعلق کوئی حدیث یا پیشگوئی ہوتی ہے۔ تو اس سے مراد کوئی دوسرا شخص گذشتہ نبی کی خو بو میں اس کے مثیل کے طور پر اسی قوم سے مبعوث کیا جاتا ہے۔ نہ یہ کہ وہی شخص بذات خود دوبارہ آتا ہے۔ اور آسمان پر جانے اور آنے کا عقیدہ بالکل غلط ہے۔ مگر یہودی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو ان کی احادیث کی غلط تاویل کرنے والا جھوٹا شخص قرار دے کر بہت ہی برے طور سے ان کے ساتھ پیش آئے۔ اس لئے خداتعالےٰ نے قرآن شریف میں ان کو مغضوب علیہم قرار دیا۔ اب یہی ٹھوکر مسلمانوں کو بھی لگی۔ ان کی احادیث میں بھی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی ہے۔ اور ان کا بھی یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور وہی آسمان سے اتریں گے۔ حالانکہ نہ قرآن شریف میں نہ کسی صحیح حدیث میں آسمان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ مسیح موعود دو ہیں۔ ایک بنی اسرائیلی سلسلہ کا مسیح اور دوسرا بنی اسمٰعیل یعنے اسلامی سلسلہ کا مسیح۔ یہ دونوں سلسلے الگ ہیں۔ اور ان کے مسیح موعود بھی الگ ہیں۔ مگر پیشگوئی میں عیسےٰ ابن مریم نام ہونے کی وجہ سے مسلمان یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہی بنی اسرائیل کے عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ حالانکہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت صاف اور واضح طور پر بتلا دیا ہے۔ کہ مسلمانوں کا مسیح موعود مسلمانوں میں سے ہی مبعوث کیا جائے گا۔ بنی اسرائیل کا مسیح صرف بنی اسرائیل کی قوم کے لئے آیا تھا۔ اس کا کام الگ تھا۔ اور مسلمانوں کے مسیح کا کام الگ ہے۔ حتیٰ کہ دونوں سلسلوں کے دونوں مسیح موعودوں کے حلیے بھی مختلف اور مفصل طور پر احادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ مگر پھر بھی مسلمان بنی اسرائیل کے مسیح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے منتظر ہیں۔ اور جسطرح یہود اپنے نبی کے دو ہزار سال سے آسمان سے اترنے کے منتظر ہیں اسی طرح مسلمان بھی ان کی پیروی کر رہے ہیں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا صحیح پیشگوئی فرمائی ہے۔ کہ میری امت یہود ہو جائے گی۔ اور قدم بقدم یہود کی پیروی کرے گی۔ ایسے مسلمان لفظ بلفظ اپنے عمل سے پورا کر رہے ہیں۔ ان کا مسیح موعود عین وقت پر ان ہی میں سے مبعوث کیا گیا۔ جس نے مسلمانوں کی اصلاح کرنے اور اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے صدہا دلائل قرآن شریف و احادیث وغیرہ سے دیئے۔ پھر بھی وہ اس کو جھوٹا کافر دجال وغیرہ قرار دیکر ہر طرح سے اس کی مخالفت کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ حالانکہ قرآن مجید میں بھی خداتعالےٰ نے ان کو سورۃ فاتحہ کے ذریعہ یہ دعا کی تعلیم دی۔ کہ وہ (یہود کی طرح اپنے مسیح موعود کی مخالفت کرکے) مغضوب علیہم نہ بنیں۔ گو اس دعا کو ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس کے مطلب و مفہوم کو نہیں پاتے۔ خداتعالےٰ ان کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا انعام دس ہزار روپیہ

١٣٣٦ھ یعنے سولہ سال قبل خاکسار نے ایک چیلنج درباره امام زمان نامی رسالہ شائع کیا تھا جس کا مختصر خلاصہ یہ تھا۔ کہ سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنے یقیناً اللہ تعالےٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا۔ جو ان کے لئے ان کا دین تازہ کرے گا۔ اس ربانی اعلان کے مطابق ہر صدی کے شروع میں ربانی مجددین کا ظہور برابر ہوتا رہا۔ مثلاً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحؒ حضرت سید محمد جونپوری رحؒ حضرت شیخ احمد سرہندی رحؒ مجدد الف ثانی امام ربانی وغیرہ جن کو لاکھوں لوگ صادق مجدد اور ربانی امام تسلیم کرتے ہیں۔

اسی طرح خداتعالےٰ نے اس صدی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مبعوث فرمایا۔ آپ چودھویں صدی کے نہ صرف مجدد ہیں۔

بلکہ جس طرح حضرت عیسٰے علیہ السلام بنی اسرائیل میں چودھویں صدی میں اس سلسلہ کے مسیح موعود تھے۔ اسی طرح اسلام میں چودھویں صدی کے ربانی مجدد کے لئے مسیح موعود ہونا مقدر تھا۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے مسیح موعود کے لئے یہ عظیم الشان کام مقرر فرمایا تھا۔ کہ دنیا کی تین بڑی اقوام مسلمان عیسائی و یہود جو حضرت عیسٰے کے متعلق مختلف غلط عقائد میں مبتلا تھیں۔ ان پر حقیقت کھول دے۔ یہ کام کسی معمولی انسان سے ممکن نہ تھا۔ صرف خدا تعالٰے کے نبی ہی کے ذریعہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے مسیح موعود کے لئے نبی اللہ کا خطاب مقرر فرمایا تھا۔ اور اس طرح حضرت مرزا صاحب نہ صرف چودھویں صدی کے ربانی مجدد ہیں۔ بلکہ مسیح موعود نبی اللہ بھی ہیں

ربانی مجدد کی یقینی شناخت کے لئے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حسب ذیل چار معیار یا نشانات مقرر فرمائے ہیں:۔

(۱) وہ شخص خدا تعالٰے کی طرف سے مبعوث ہونے کا مدعی ہو گا۔ (ان اللّٰہ یبعث)

(۲) وہ شخص ساری امت کے لئے ہو گا۔ (لھٰذہ الامۃ)

(۳) وہ شخص عین صدی کے شروع میں ظاہر ہو گا۔ (علی راس کل مائۃ سنۃ)

(۴) وہ شخص از سر نو اسلام کو تازہ کریگا (من یجدد لھا دینھا)

مذکورہ بالا معیاروں کے مطابق حضرت میرزا صاحب کے ربانی مجدد ہونے کے یہ ثبوت ہیں:۔

(۱) آپ نے اس منصب کے متعلق خدا تعالٰے کی طرف سے جو الہامی احکام حاصل کئے۔ وہ براہین احمدیہ نام کی مشہور کتاب میں شائع فرما دیئے۔

(۲) آپ نے ساری امت کو بلکہ غیر اقوام تک کو بھی اپنے دعاوی کی تبلیغ مختلف زبانوں میں اور مختلف ذرائع سے تمام جہان میں پہنچا دی۔

(۳) آپ کا ظہور عین صدی کے شروع میں ہوا۔ جو براہین احمدیہ کے شائع ہونے کی تاریخ سے ظاہر ہے جس کو چھپ کر پچاس برس کا عرصہ ہو گیا

(۴) آپ نے عربی۔ فارسی اردو میں ۸۰ کے قریب کتب شائع فرما کر اصل اسلام کے وہ عظیم الشان دلائل و نشانات دنیا میں آشکار کر دیئے۔ کہ جس کے متعلق مخالف بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ تیرہ سو سال میں اس کی نظیر نہیں

اگر حضرت مرزا صاحب خدا تعالٰے کے نزدیک اپنے تمام دعاوی میں صادق نہ ہوتے۔ تو خدا تعالٰے آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو تباہ و برباد کر دیتا اور اپنے صادق مدعی کی صداقت دنیا میں ثابت کر دیتا مگر چودھویں صدی کے پچاس سال گذر گئے۔ پھر بھی خدا تعالٰے نے دوسرے کسی شخص کو آپ کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی توفیق و جرأت نہ دی۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے دعاوی میں صادق ہیں۔ پھر بھی جو شخص آپ کو نہیں مانتا۔ اور جھٹلاتا ہے۔ اس پر فرض ہے۔ کہ وہ کسی دوسرے شخص کو جو اس منصب کا مدعی ہو۔ اور جس کی صداقت مذکورہ بالا معیار کے مطابق ہو۔ پبلک میں پیش کرے۔ ہم دس ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں

ربانی مجدد اپنے زمانہ کا ربانی امام ہوتا ہے۔ اس کے متعلق حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃً جاھلیۃ یعنی جس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہیں کیا۔ وہ یقیناً جاہلیت کی موت مرا یعنی اسلام سے پہلے کے زمانہ جاہلیت کے کافروں کی موت مرا۔ خاکسار کا یہ چیلنج مختلف زبانوں میں شائع کیا گیا۔ اور مختلف اخبارات میں اس کا تذکرہ ہوتا رہا۔ پھر بھی کوئی مدعی مقابل پر نہ آیا۔ ہاں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۱۸ء میں شائع کیا۔ کہ ہم حسب منشاء آپ کے جواب دینے کو تیار ہیں۔ مگر آپ اپنی اقرار کردہ انعامی رقم (جناب یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر) کے پاس امانت رکھو۔ ہم نے اس کے جواب میں یہ شائع کیا۔ کہ ہمارے چیلنج کے لئے کسی جواب کی ضرورت نہیں۔ صرف مقررہ معیار کے مطابق ربانی مجدد پیش کرو۔ اور ہم سے انعام لو۔ انعامی رقم کے متعلق پہلے سے ہی چیلنج میں یہ شائع کر دیا گیا۔ کہ وہ ہندوستان کی سب سے بڑی اور مشہور امپیریل بنک آف انڈیا میں جمع کر دی جائے گی:

اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب بالکل خاموش ہو گئے اور ان کے مجدد نے بھی ان کی وکالت کے بغیر پبلک میں پیش ہونے کی اب تک جرأت نہ کی۔ کیا ربانی مجدد کو کسی کی وکالت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ بغیر انعامی رقم کے پبلک میں پیش نہیں ہو سکتا۔ وہ تو خدا تعالٰے کی طرف سے حکم حاصل کرتے ہی فوراً اپنا دعوےٰ دنیا میں شائع کر دیتا۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کے مجدد اب تک نمودار نہ ہو سکے۔ یہ ہے صادق و کاذب مدعی کے درمیان زمین و آسمان کا فرق:

اس کے بعد حال میں حیدر آباد دکن سے جناب شاہ محمد تاج الدین صاحب قادری نے خاکسار کے مذکورہ چیلنج کے جواب میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا نام پیش کیا ہے اور سفارش کرتے ہیں۔ کہ ان کو انعامی دس ہزار روپیہ کی رقم سے محروم نہ رکھا جائے۔ یہاں بھی مدعی سست گواہ چست کا نظارہ ظاہر ہوتا ہے۔ اگر مولوی احمد رضا خان صاحب اس چودھویں صدی کے ربانی مجدد ہونے کے مدعی تھے۔ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ معیار ان پر صادق آ سکتے تھے۔ تو کیوں وہ پچاس سال خاموش بیٹھے رہے کیوں انہوں نے اپنا دعوےٰ دنیا میں شائع نہ کیا؟ اور کیوں اپنی صداقت ثابت کر کے اپنے تئیں ربانی مجدد یا ربانی امام نہ ماننے والوں کو جہالت کی موت مرنے والے قرار نہ دیا۔ پھر سولہ سال ہوئے کہ خاکسار کا چیلنج شائع ہوا تھا۔ کم از کم اس کے جواب میں تو مقابلہ پر آنا تھا۔ اور اپنی صداقت کو ثابت کرنا تھا۔ اب اگر ان کی طرف سے کوئی پبلک میں پیش ہونا چاہتا ہے۔ اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقرر کردہ معیار کے مطابق ان کا دعوےٰ ثابت کرتا ہے۔ تو ہم اب بھی اپنا مقررہ انعام مبلغ دس ہزار روپیہ دینے کے لئے تیار ہیں:

تیسرا انعام دس ہزار پانچ صد روپیہ

۱۹۲۳ء میں یعنے گیارہ سال قبل جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسر سے سکندر آباد تشریف لائے۔ اور احمدیت کے خلاف سکندر آباد و حیدر آباد میں بہت سے لیکچر دیتے رہے۔ تو ان کے متعلق یہ اشتہار دیا گیا۔ کہ اگر درحقیقت حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعاوی میں صادق نہیں مانتے۔ بلکہ کافر مفتری و خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) تو یہی عقائد وہ ایک جلسہ میں حلفاً موکد بعذاب بیان کریں۔ ہم ان کو پانچ صد روپیہ نقد فوراً ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ایک سال تک ان پر موت یا ایسا عبرتناک عذاب (جس میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہ ہو۔) نہ آیا تو مزید دس ہزار روپے دیا جائیگا۔ جس کا مطالبہ خود انہوں نے اپنے ۱۶ فروری ۱۹۲۳ء کے اشتہار میں کیا ہے۔

حلف کے الفاظ یہ ہیں:۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب جلسۂ عام میں تین مرتبہ دہرائیں گے۔ اور ہر دفعہ خود بھی اور حاضرین بھی آمین کہیں گے۔

"میں ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث خدا تعالٰے کو حاضر و ناظر جان کر اس بات پر حلف کرتا ہوں کہ میں نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے تمام دعاوی و دلائل کو بغور دیکھا اور سنا اور سمجھا اور اکثر تصانیف ان کی میں نے مطالعہ کیں، اور عبد اللہ الہ دین کا چیلنج انعامی دس ہزار کا بھی بغور پڑھا۔ مگر میں نہایت وثوق اور کامل ایمان اور یقین سے یہ کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کے تمام دعاوی و الہامات جو چودھویں صدی کے مجدد و امام وقت و مسیح موعود و مہدی موعود و امتی نبی ہونے کے متعلق ہیں۔ وہ سراسر جھوٹ و افترا اور دھوکہ و فریب اور غلط تاویلات کی بنا پر ہیں۔ برخلاف اس کے عیسٰےؑ نے وفات نہیں پائی۔ بلکہ وہ بجسد عنصری زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ اور ہنوز اسی خاکی جسم کے ساتھ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے اور وہی مسیح موعود ہیں۔ اور مہدی علیہ السلام کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا۔ جب

ہو گا تو وہ اپنے منکروں کو تلوار سے قتل کر کے اسلام کو دنیا میں پھیلا دینگے۔ مرزا صاحب نہ مجدد ہیں۔ نہ مہدی ہیں۔ نہ مسیح موعود ہیں۔ نہ امتی نبی ہیں۔ بلکہ ان تمام دعاوی کے سبب میں ان کو مفتری اور کافر اور خارج از اسلام سمجھتا ہوں اگر میرے یہ عقائد خدا تعالےٰ کے نزدیک جھوٹے اور قرآن شریف و صحیح احادیث کے خلاف ہیں۔ اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی درحقیقت اپنے تمام دعاوی میں خدا تعالیٰ کے نزدیک سچے ہیں تو میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اے قادر ذوالجلال خدا جو زمین و آسمان کا واحد مالک ہے۔ اور ہر چیز کے ظاہر و باطن کا تجھے علم ہے۔ پس تمام قدرتیں تجھی کو حاصل ہیں۔ تو ہی قہار اور غالب و منتقم حقیقی ہے۔ اور تو ہی علیم و خبیر و سمیع و بصیر ہے۔ اگر تیرے نزدیک مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنے دعاوی و الہامات میں صادق ہیں۔ اور جھوٹے نہیں۔ اور میں ان کے جھٹلانے اور تکذیب کرنے میں ناحق پر ہوں۔ تو مجھ پر ان کی تکذیب کی وجہ سے ایک سال کے اندر موت وارد کر۔ یا کسی ایسے غضبناک و عبرتناک عذاب میں مبتلا کر کہ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ تا لوگوں پر صاف ظاہر ہو جائے۔ کہ میں ناحق پر تھا۔ اور حق و راستی کا مقابلہ کر رہا تھا۔ جس کی پاداش میں خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ سزا مجھے ملی ہے۔ آمین آمین آمین

نوٹ:۔ اس عبارت حلف میں اگر کوئی ایسا عقیدہ درج ہو جسے مولوی ثناء اللہ صاحب نہیں مانتے تو میرے نام ان کی دستخطی تحریر آنے پر اس عقیدہ کو اس حلف سے خارج کر دوں گا۔

(۱۲ فروری ۱۹۲۳ء)

مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے حلف اٹھانے کی جرأت نہ کی اور اشتہاروں کے ذریعہ یہ عذر پیش کیا۔ کہ

"آئے دن کی حلف خوری بیکار ہے۔ اِسطرح تو ہر مقامی جماعت مرزائیہ مجھ سے حلف طلب کرتی رہیگی۔ خلیفہ قادیان میرے سامنے آویں تو میں نئے سرے سے حلف اٹھا سکتا ہوں"۔

معزز ناظرین غور فرمایئے یہ حق و باطل کا فیصلہ کرنے کا ایک طریق تھا۔ اور ہر ایک مسلمان پر خصوصًا عالم پر تبلیغ فرض ہے۔ جو عقائد ہم رکھتے ہوں۔ وہ حلفًا بیان کرنے میں حرج ہی کیا ہے بلکہ جب ایسی آسان دینی خدمت کے لئے دس ہزار پانچ صد روپیہ انعام بھی ملتا ہو۔ تو بہت خوشی سے بجا لانی چاہیئے۔ اگر کوئی عیسائی کسی مسلمان عالم سے یہ کہے کہ اگر آپ کا اسلام مذہب حق ہے اور ہمارا عیسائی مذہب باطل ہے۔ تو یہ حلف اٹھایئے کہ خدا ایک ہے۔ وہ واحد لاشریک ہے۔ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ قرآن خدا کی الہامی کتاب ہے۔ عیسائیوں کا تثلیثی مذہب باطل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے۔ مگر صرف خدا کے بندے اور رسول ہیں۔ تو میں فوراً حلف اٹھاتے ہی پانچ سو روپیہ انعام دیتا ہوں اور ایک سال تک آپ پر موت یا ایسا عبرتناک عذاب جسمیں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ نہ آیا تو میں مزید دس ہزار روپیہ دینے کے لئے طیار رہوں۔ تو کیا کوئی مسلمان عالم حلف اٹھانے سے انکار کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اپنی بہت بڑی سعادتمندی اور دینی خدمت سمجھے گا۔ یہ تو ہم خرما و ہم ثواب کا معاملہ ہے۔ لیکن اگر اس کے عوض وہ مسلمان عالم یہ جواب دے۔ کہ اس طرح میں حلف نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ اگر میں نے ایسا کیا۔ تو پھر آپ کے ہر مقام کے مشن والے مجھ سے اسی طرح حلف اٹھانے کا مطالبہ کرتے رہیں گے۔ ہاں اگر آپ کے بڑے پادری یا پوپ میرے سامنے آئیں تو میں حلف اٹھا سکتا ہوں۔ اس کے جواب میں وہ عیسائی یہ کہے۔ کہ ہمارے بڑے پادری یا پوپ آپ کے بڑوں سے مقابلہ کریں گے۔ لیکن آپ کا اسلام حق ہے۔ اور ہماری عیسائیت باطل تو اس کے متعلق حلف اٹھانے سے کیوں گھبراتے ہو؟ اگر ہمارا ہر مقامی مشن آپ کو آپ کے ہر حلف پر دس ہزار پانچ سو روپیہ دے سکتا ہے تو پھر آپ کو تو بہت خوش ہونا چاہیئے۔ آپ کو روپیہ بھی ملتا ہے۔ اور آپ کے مذہب کی تبلیغ بھی ہوتی ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ پھر بھی وہ انکار پر اڑا رہے۔ تو اس کے کیا معنی؟ وہی حال مولوی ثناء اللہ صاحب کا ہے۔ تقریر و تحریر میں شیخی تو بہت کچھ کی جاتی ہے۔ مگر مقابلہ سے اس طرح گریز کرنا۔ یہ ہے فاتح قادیان و شیر پنجاب کہلانے والے کے ایمان کا نمونہ۔

اگر ہمارے مخالفین میں سے کوئی دوسرے صاحب حلف اٹھانا چاہتے ہوں۔ تو وہ بھی اٹھا سکتے ہیں۔ مگر موکد بعذاب حلف کی دعوت اسی کو دی جا سکتی ہے۔ جس پر کامل اتمام حجت ہو چکی ہو۔ مولوی ثناء اللہ صاحب پر کامل اتمام حجت ہو چکی ہے۔ اور ان کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ انہوں نے احمدیت کے لٹریچر کا کافی مطالعہ کیا ہے۔ اسی لئے ان کو حلف کی دعوت دی گئی۔

اور یہی وجہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے عمر بھر میں کسی موقعہ پر بھی حضرت میرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے خلاف ہمارے پیش کردہ الفاظ میں موکد بعذاب حلف اٹھانے کی جرأت نہیں کی۔ یہ کہنا کہ میں خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں۔ کہ عیسیٰ علیہ السّلام آسمان پر زندہ ہیں۔ یہ تو ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں۔ کہ عیسیٰ ؑ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ آسمان پر زندہ ہیں۔ مگر یہ کوئی فیصلہ کن حلف نہیں۔ حلف تو ہمارے الفاظ کے مطابق ہو۔ اور موکد بعذاب ہو۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب خوب سمجھتے ہیں۔ کہ اس طرح کا حلف اٹھانا ملک الموت کو دعوت دینا ہے۔ اسی لئے وہ اس قسم کے حلف کی جرأت نہیں کر سکتے۔

ہمارے دوسرے مخالفین اب تک اس درجہ کو نہیں پہنچے۔ اس لئے اس موکد بعذاب انعامی حلف اٹھانے کی دعوت صرف انہی لوگوں کو دی جا سکتی ہے۔ جو کم از کم اس سے قبل ہمارے ایک دو انعام حاصل کر لیں۔ ایک انعام ایک ہزار روپیہ کا اس شخص کو مل سکتا ہے۔ جو یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ عیسےٰ علیہ السّلام آسمان سے اتریں گے۔ اور وہ صحیح بخاری سے ثابت کر دے۔ مگر یہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے۔ جو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف کھڑا ہونے کی جرأت رکھتا ہو کیونکہ آپؐ کا فرمان جو صحیح بخاری سے ثابت ہے۔ وہ اِمامکم منکم ہے نہ کہ من السماء پھر بھی کوئی من السماء کے الفاظ ثابت کر سکتا ہے تو اس کو ایک ہزار روپیہ انعام بھی ملیگا۔ اور یہ انعام پانے والا بھی حلف اٹھانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

دوسرا انعام ربانی مجدد کے متعلق ہے۔ اگر حضرت میرزا صاحب اس چودھویں صدی کے ربانی مجدد ہیں۔ تو آپ کے تمام دعاوی سچے ہیں۔ اگر آپ کا یہ دعویٰ غلط ہے اور کوئی دوسرے صاحب اس صدی کے ربانی مجدد ہیں۔ اور وہ ثابت کر سکیں تو بے شک ہم اس کے متعلق بھی دس ہزار روپیہ انعام دیں گے اور اس کو موکد بعذاب انعامی حلف اٹھانے کا بھی حق ہو گا۔ ہم حلف اٹھاتے ہی فوراً پانچ صد روپیہ نقد ادا کر دینگے۔ اور ایک سال تک ان پر موت یا ایسا عذاب نہ آئے جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ تو مزید دس ہزار روپیہ دیا جائے گا۔ اس طرح ہمارے اکیس ہزار پانچ سو روپے کے انعامات صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے ہی مخصوص نہیں۔ بلکہ تمام جہان کے مخالفین کے لئے کھلے ہیں۔

چوتھا انعام دو سو روپیہ کا

پھر ہمارے غیر احمدی بھائیوں میں سے جو شخص بھی کسی مخالف کو حلف اٹھانے کے لئے طیار کرے گا۔ اس کو بھی دو سو روپیہ کا انعام دیا جائے گا۔ اس پر بھی اگر کوئی مخالف مقابلہ پر نہ آیا۔ تو......

اے آسمان و زمین تم گواہ رہو

کہ ہم نے ہر طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالفین و منکرین پر اتمام حجت کر دی ہے۔ اب ان کے اور خدا کے درمیان معاملہ ہے

وما علینا الا البلاغ المبین۔

یہ مضمون ٹریکٹ کی صورت میں کتاب گھر قادیان نے شائع کیا ہے۔

انگریزی سیکھنے والو

دیکھئے مسٹر عبدالرشید مسب اوورسیر فترانی (وزیرستان) کیا فرماتے ہیں:- "میری انگریزی بہت کمزور تھی لیکن جدید انگلش ٹیچر (رجسٹرڈ) کے پڑھنے سے اچھی طرح انگریزی سیکھ گیا ہوں"۔ مسٹر محمد یعقوب خاں ٹر انجن ڈرائیور فائر بریگیڈ ریلوے لاہور میں نے پہلے کئی انگلش ٹیچر منگوائے مگر جدید انگلش ٹیچر نہایت ہی پسند آیا ہے۔ کیونکہ یہ واقعی بغیر استاد کے ایک لائق استاد کی طرح انگریزی سکھاتا ہے۔ قیمت صرف ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک اگر بہت جلد اور نہایت آسانی سے انگریزی نہ سکھائے۔ تو کل قیمت واپس منگوالیں

قمر برادرز (رجسٹرڈ) (۹۱) شملہ

کٹ پیس کی عمدہ سے عمدہ سب سے چھوٹی قیمت نہایت ہی مفید گانٹھیں

-/25 روپیہ والی گانٹھ سے گھر بھر کے زنانہ مردانہ کپڑے بآسانی بن سکتے ہیں

آپ خواہ خانگی ضرورت میں لاویں خواہ فروخت کرکے کافی فائدہ اٹھائیں ان گانٹھوں میں ہر صورت سے فائدہ ہی ہے۔ **نوٹ:**- آرڈر کے ہمراہ ⅓ قیمت پیشگی آنی نہایت ضروری ہے۔ کل قیمت پیشگی آنے پر پیکنگ، رجسٹری، مزدوری خرچہ معاف، ہماری مائیں بہنیں ان گانٹھوں کو منگوا کر اپنے گھروں ہی فروخت کرکے کافی فائدہ حاصل کرسکتی ہیں، یہ گانٹھیں خاص اسی سبب سے تیار کیگئی ہیں تاکہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ امیر و غریب معقول خاطر خواہ فائدہ حاصل کرسکے:

نمبر ۱- مکس گانٹھ وزنی 20 پونڈ اس گانٹھ میں وائل چھینٹ۔ لٹھ۔ پاپلین ظفر وغیرہ کے علاوہ چند اور قسم کا کٹ پیس ہوگا۔ ٹکڑا ½ سے 5 گز قیمت -/25

نمبر ۲- مکس گانٹھ وزنی 15 پونڈ اس گانٹھ میں مال نمبر (۱) کے مطابق ہوگا مگر کپڑا اعلیٰ نفیس۔ ٹکڑا 2 گز سے 8 گز تک ہوگا۔ قیمت -/25

نمبر ۳- مکس گانٹھ فینسی وزنی 10 پونڈ اس گانٹھ میں وائل پرنٹیڈ فسٹ کوالٹی، وائل رنگین، پاپلین فسٹ کوالٹی، ریشمی لیڈی سوٹنگ کلاتھ، جالی چھینٹ ظفر، پاپلین وغیرہ وغیرہ، ان کے علاوہ بھی اور کٹ پیس ہوگا۔ تمام ٹکڑے بڑے بڑے نہایت عمدہ خوشنما کار آمد، قابل استعمال میں۔ قیمت -/25

نوٹ:- ہمارے ہاں سے ہر ایک قسم کی کٹ پیس کا تھوک نرخ منگوا کر خاطر خواہ فائدہ حاصل کیجئے۔ آپکا خیر طلب:-

مینجر دی فٹ کوٹ کمپنی ہول سیل کٹ پیس مرچنٹس رنچھوڑ لائین کراچی۔ (سندھ)

طب جدید کی حیرت انگیز ایجاد

وائٹل فورس پرلز

کتنا ہی گیا گذرا انسان یا جوانی میں بڑھاپا خریدنے والا

وائٹل فورس پرلز کے استعمال سے از سر نو جوانی حاصل کرکے تندرست طاقتور بن سکتا ہے

وائٹل فورس پرلز کے استعمال سے سیروں دودھ کئی چھٹانک مکھن روزانہ ہضم کرکے سُرخ و سفید نوجوان بنو۔

وائٹل فورس پرلز کی موجودگی میں تمام مقوی ٹانک ادویات بھول جاؤ

جدید طبی سائنس کا تازہ ترین عطیہ

معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ دائمی قبض۔ کمی بھوک۔ کمی خون۔ ضعف جگر۔ یرقان۔ ضعف قلب تمام پوشیدہ امراض کا واحد علاج ہے۔

وائٹل فورس پرلز کے ایک ماہ استعمال سے پندرہ پونڈ وزن بڑھتا ہے۔

ملنے کا پتہ:- **دواخانہ طبِّ جدید میو روڈ۔ لاہور**

سرمہ نورانی

جملہ امراض چشم مثلاً پانی کا بہنا، سرخی۔ ناخنہ اور کھجلی وغیرہ کے لئے لاثانی سرمہ ثابت ہوا ہے۔ خاص کر ککروں کے لئے اس سے بہتر سرمہ یا اور کوئی دوائی آپ کو ہرگز نہ ملیگی۔ ککرے نئے ہوں یا پرانے اس کے استعمال سے بہت جلد دور ہوجاتے ہیں۔ اگر یہ سرمہ تندرست آنکھ میں لگایا جائے۔ تو نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔ آپ ضرور اس کی آزمائش کریں۔ اور دیکھیں کہ آنکھ کیلئے یہ کیسی نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مکرمی اقبال احمد صاحب منٹگمری سے اس سرمہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔ آپ کا اشتہار سرمہ نورانی کے متعلق رسالہ تہذیب نسواں میں بعنوان ککرے! ککرے!!! شائع ہوا تھا۔ جس کو دیکھ کر اس وقت نمونتہ چھ ماشہ سرمہ منگایا تھا۔ جو کہ نہایت ہی مفید ثابت ہوا۔ براہ مہربانی ایک تولہ سرمہ نورانی بذریعہ وی پی ارسال فرمادیں۔ قیمت فی تولہ ۱۲؍، علاوہ پیکنگ و محصول ڈاک پانچ آنے کے ٹکٹ بھیج کر نمونہ مفت طلب کریں۔

کنارسی روغن

مردوں اور عورتوں کی طاقت بڑھانے اور ان کی مخصوص بیماریوں کو دور کرنے کیلئے حیرت انگیز ایجاد ہے۔ یہ دوائی تمام اعضاء رئیسہ کو طاقت دیتی ہے۔ صالح خون پیدا کرتی ہے۔ پوری معلومات حاصل کرنے کیلئے ایک کارڈ لکھکر کارخانہ سے فہرست مفت طلب فرمائیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍ علاوہ پیکنگ و محصولڈاک

دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان۔ پنجاب

مشنیری اور آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ آہنی رہٹ۔ ہل۔ بیل چکی یعنی خراس چارہ کترنے کی مشینیں۔ فلور ملز۔ چھڑائی کی مشینیں۔ قیمہ۔ بادام روغن۔ اور سیویاں بنانیکی بے نظیر مشینیں۔ وغیرہ ارزاں ترین قیمتوں پر خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔ **ایم۔ اے رشید اینڈ سنز انجینیرز بٹالہ۔ پنجاب**

قادیان کا قدیمی مشہور عالم بےنظیر

تحفہ سرمہ نور (رجسٹرڈ)

جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ثابت ہوچکا ہے

قیمت فی تولہ دو روپے — قیمت چھ ماشہ ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

شفاخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

الفضل میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

کانگرسی لیڈروں کی جو کانفرنس دہلی میں یکم اپریل کو منعقد ہوئی ہے۔ اس میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ آل انڈیا سوراجیہ پارٹی جو ایک عرصہ سے مر چکی ہے۔ اُسے از سر نو زندہ کیا جائے۔ تا وہ کانگرسی جو سول نافرمانی میں حصہ نہیں لے سکتے وہ تعمیری پروگرام میں حصہ لے سکیں۔ گویا اس طرح کانگرس دوبارہ مجالس وضع آئین پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے گی۔ اس کانفرنس میں جو فیصلے ہوئے ہیں۔ ان کو ایک بڑی میٹنگ میں جس میں ملک بھر کے نمائندے شریک ہوں گے۔ پیش کیا جائے گا۔ یہ کانفرنس بہت جلد بلائی جائیگی۔ اور غالباً اواخر اپریل میں بمقام کلکتہ منعقد ہوگی۔

آئرلینڈ اور ہندوستان کے مابین تجارتی تعلقات کی گفتگو اوٹاوا کانفرنس میں شروع ہوئی تھی۔ مگر ابتدائی مراحل سے نہ گذر سکی۔ لندن سے ۳۱ مارچ کی خبر مظہر ہے کہ اب یہ پھر سے لندن میں شروع کی گئی ہے۔ سر منزا اور سر چارج رہنے ہندوستان کی نمائندگی کریں گے۔

برار آل پارٹیز کانفرنس کا ایک جلاس ۳۱ مارچ کو مشہور کانگرسی لیڈر مسٹر اینے کی صدارت میں ہوا جس میں فیصلہ برار کے خلاف پروٹسٹ کیا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ براریوں سے پوچھے بغیر یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ کے خلاف ایجی ٹیشن کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

گاندھی جی کے دورۂ بہار کے دوران میں ان کیلئے لاؤڈ سپیکروں کا انتظام کیا گیا ہے۔ تا ان کی آواز دور دور تک پہونچ سکے۔ اور لوگوں کے شور سے ان کو تکلیف نہ ہو۔ گاندھی نے لاکھوں روپے میں سے اہل بہار کی امداد میں ایک پائی نہیں دی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ سنٹرل ریلیف کمیٹی مصیبت زدگان کی امداد کے لئے جمع شدہ روپیہ کو گاندھی جی کی شان و شوکت کے اظہار میں ضرور ضائع کر دے گی۔

دہلی سے یکم اپریل کی خبر مظہر ہے کہ لال کوٹ اور رائے پتھورا میں کھنڈرات کی کھدائی کا کام پایۂ تکمیل کو پہونچ چکا ہے۔ اور اب تک ایک قدیم فصیل اور ایک شاندار ڈیوڑھی برآمد ہو چکی ہے۔

مسٹر پی کے گھوش ایک بنگالی نوجوان ہیں۔ جو ہاتھ پاؤں باندھ کر متواتر چوبیس گھنٹے پانی میں تیرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور اس طرح گویا آپ نے ریکارڈ مات کر دیا ہے۔

بنارس سے ایک اطلاع مظہر ہے کہ وہاں ہندو مسلمانوں میں فساد ہو گیا۔ ایک دوسرے پر حملے ہوئے۔ کئی آدمی مجروح ہوئے۔ ایک مکان نذر آتش ہو گیا۔ کاروبار بند ہے۔ پولیس جگہ جگہ متعین ہے۔ مگر فساد کی تفصیلات ہنوز موصول نہیں ہوئیں۔

بخارسٹ سے ۳۱ مارچ کی اطلاع کے مطابق رومانیہ میں یکایک شدید زلزلہ آیا۔ اور پراہا ڈس میں جان بچانے کے لئے بھاگنے والوں کے پاؤں تلے کئی عورتیں روندی گئیں۔ اور کئی لوگ مجروح ہو گئے۔ بعض عمارات کو بھی نقصان پہنچا۔ مگر تفاصیل کا انتظار ہے۔

دہلی سے یکم اپریل کی خبر ہے کہ ریاست جیند میں عید کے روز ہندوؤں نے دو مساجد میں سؤر کا گوشت پھینکدیا۔ عمال ریاست نے بھی مسلمانوں کی دادرسی کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ مسلمانوں نے بطور احتجاج نہ تو نماز عید ادا کی۔ اور نہ ہی قربانیاں کیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ناسک نے وہاں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی۔ اچھوتوں کی طرف سے مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ کہ رتھ کے جلوس میں ان کو بھی شامل کیا جائے۔ اور سناتن دھرمی اس کے لئے آمادہ نہ تھے۔ اور اس وجہ سے دونوں اقوام میں سخت کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ جسے روکنے کے لئے یہ قدم اٹھانا پڑا۔

سر وزیر حسن چیف جج اودھ ہائیکورٹ کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ اپنے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد الہ آباد میں پریکٹس شروع کرینگے۔

کلکتہ کے ایک یورپین تاجر نے لوہے کی اڑھائی صد جھونپڑیاں تیار کرا کے حکومت بہار کے سپرد کی ہیں جن میں ڈیڑھ ہزار کے قریب لوگ رہ سکتے ہیں۔ یہ جھونپڑیاں آئندہ حکومت کی ملکیت متصور ہوں گی۔ اور مکانات تعمیر ہو جانے کے بعد ان میں دیہاتیوں کے لئے ڈسپنسریاں کھولی جائیں گی۔

تبت کے اعلےٰ افسروں اور پچاس مذہبی رہنماؤں کا ایک وفد یکم اپریل کو کلکتہ پہونچا ہے۔ جہاں سے وہ بذریعہ جہاز چین جائیگا۔ تاتاشی لاما کو جو ان کا سب سے بڑا مذہبی پیشوا ہے اور کسی وجہ سے ناراض ہو کر چین میں چلا گیا ہے۔ واپس لائے۔

ریاست کشمیر نے ایک گزٹ کے ذریعہ اپنی حدود میں انکم ٹیکس کے نفاذ کا یکم اپریل کو اعلان کر دیا ہے۔ جو یکم بیساکھ سے لگیگا۔ اور جو ایک ہزار روپیہ سالانہ آمد رکھنے والوں سے وصول کیا جائیگا۔

گاندھی جی نے ۲ اپریل کو سیتا مڑھی میں ریلیف کا کام کرنے والوں کے سامنے ایک تقریر کی۔ جس میں کہا۔ کہ کارکنوں کو فی الحال کانگرس کو بالائے طاق رکھ دینا چاہیئے۔ بلکہ یہ بھول جانا چاہیئے۔ کہ وہ کانگریسی ہیں۔ اور سچے دل سے حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا جو اجلاس ۲ اپریل کو دہلی میں ہوا۔ اس میں بعض نیشلسٹ مسلمانوں نے بھی شرکت کی۔ ایک قرارداد بدیں مضمون پاس کی گئی۔ کہ جب تک مختلف فرقوں کے درمیان کوئی سمجھوتہ نہ ہو۔ اس وقت تک کمیونل ایوارڈ منظور کر لیا جائے۔ فلسطین میں عربوں کی شکایات کو پیش کرنے کے لئے وائسرائے ہند کے پاس ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجودھیا میں مسلمانوں کا جو نقصان ہوا۔ اس پر اظہار تشویش کیا گیا۔ اور حکومت سے درخواست کی گئی۔ کہ مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ایک ریزولیوشن میں حکومت سے استدعا کی گئی۔ کہ عبید اللہ خاں کو انسانیت کے نام پر رہا کردے لیگ کی پراونشل شاخوں کو پھر سے زندہ کرنے کی قرارداد بھی منظور کی گئی۔

کانگرسی لیڈروں نے دہلی کانفرنس میں جو فیصلے کئے ہیں۔ ۲ اپریل کی اطلاع کے مطابق بعض لیڈروں کو ان سے اختلاف ہے۔ چنانچہ مسٹر نریمان نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ ان کے خلاف بغاوت کرینگے۔

کانگرس کے بعض لیڈروں کے دستخطوں سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۶ اپریل سے قومی ہفتہ منایا جائے۔ اور کھدر کی فروخت پر زور دیا جائے۔

ہز ایکسیلینسی سکندر حیات خاں گورنر پنجاب کی صاحبزادی کی شادی ۳۰ مارچ کو لاہور میں شان و شوکت سے ہوئی۔ دولہا خان عبد السلیم خاں ایم اے ہیں جو ضلع ہزارہ کے ایک بڑے زمیندار اور ای سی ایس کی ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں۔ برات میں صوبہ سرحد کے بڑے بڑے خوانین شامل تھے۔ اعزیز بانوں میں مہاراجہ پٹیالہ اور نواب صاحب بہاول پور شریک تھے۔

واشنگٹن سے ۳۱ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ ایوان نمائندگان نے ٹیرف بل منظور کر لیا ہے۔ اور صدر جمہوریہ کو اختیار دیا ہے کہ وہ غیر ملکی معاہدات کی تجدید کر دیں۔ نیز فیصلہ کیا ہے۔ کہ امریکہ کا جو قرضہ دوسری حکومتوں کے ذمہ ہے اسے منسوخ کرنے یا کم کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔

لائل پور سے ۲ اپریل کی خبر ہے۔ کہ پولیس ایک مدعا علیہ سکھ پر ایک وارنٹ کی تعمیل کرانے کے لئے جب ایک قریبی چک میں گئی۔ تو سکھوں نے کرپانوں سے اس پر حملہ کر دیا۔ آخر مجبوراً پولیس کو گولی چلانی پڑی جس سے ایک سکھ ہلاک اور چھ زخمی ہوئے۔

ناسک میں سناتنیوں اور اچھوتوں کے مابین کشیدگی کی خبر دی جا چکی ہے۔ بعد کی خبر مظہر ہے کہ اس سلسلہ میں ایک مندر میں پولیس اور سناتنیوں میں تصادم ہو گیا۔ سناتنیوں نے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جلوس نکالا۔ اور پولیس کو

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی